Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in “Y” Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

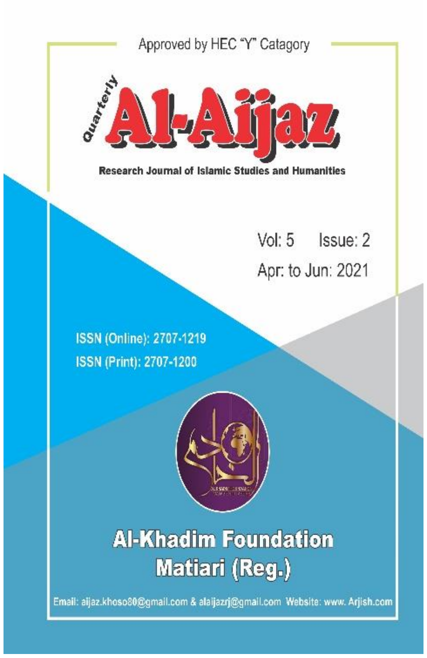

TOPIC:

The Role of Women in the Formation and Stability of a just Social System: A Research Study

AUTHORS:

1. Dr. Hafiz Nasir Ali, Visiting Lecturer, University of Sargodha, Sub Campus Bhakkar
2. Dr. Abdul Razzaq Azad, Assistant Professor, Department of Humanities COMST University Islamabad, Wihari Campus.

How to cite:
Ali, H. N. ., & Azad, A. R. (2021). Urdu-1 The Role of Women in the Formation and Stability of a just Social System: A Research Study. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 11-16.
https://doi.org/10.53575/Urdu1.v5.02(21).11-16

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/258

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 11-16

Published online: 2021-04-11

QR Code

منصفانہ سماجی نظام کے قیام ودوام میں عورت کا کردار۔ایک تحقیقی مطالعہ

The Role of Women in the Formation and Stability of a just Social System: A Research Study

Dr. Hafiz Nasir Ali*
Dr. Abdul Razzaq Azad**

Abstract

Women have ever played their central role in society development. Even they are primary caretakers of family children and elders along with prime initiator for outside assistance .It is notable that women as mothers play a key role family decisions and. History tells that whenever the economical and political system of a country changes, they provide leading helping hands to family members to adjust according to the new realities and challenges. So, the role of women in society transition pre-literate to literate is undeniable .The women have played a vital role to support their households and communities in achieving perfection in society. At present, it is need of the hour to provide women equal chances to their part in society progress and sustainability. This article will try to highlight women key role in establishment and existence of a just social system.

Keywords: Initiator, challenges, transition, assistance and sustainability.

کائنات بے شمار اشیاء کا مجموعہ ہے، ہر چیز قدرت کی کرشمہ سازی کا مظہر ہے، علمائے معاشرت نے کائنات کی تمام اشیاء کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے، جمادات، نباتات اور حیوانات یعنی ٹھوس مادے کہ جن کے اندر نشوونما اور ارتقاء کے مراحل ہوتے ہیں۔ چنانچہ کائنات کی یہی نوع اندر نشوونما اور ارتقاء کے ساتھ ساتھ عقل وشعور سلیقہ گفتار کی بدولت سماج میں خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ انسان کے سماجی پسندیت نے انسانی اجتماعیت کو جنم دیا کہ جس کی وجہ سے چھوٹی سی بنیادی اکائی خاندان آگے بڑھ کر ایک اچھا سماج تشکیل دینے میں کامیاب ہوئی۔

سماج اسلامی قرآن وسنت رسول ﷺ کی روشنی میں

اسلامی احکامات پر پوری طرح سے عمل صرف ایک اسلامی معاشرے میں ہی ہو سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے:

"ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر" (1)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے، انہیں اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے باز رکھے۔

مذکورہ آیت میں ایک طرف تو ایک مخصوص جماعت کو اسلامی سماج کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جبکہ دوسری طرف تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا

* Visiting Lecturer, University of Sargodha, Sub Campus Bhakkar
** Assistant Professor, Department of Humanities COMST University Islamabad, Wihari Campus.

ہے کہ اسلامی معاشرہ قائم کرنے والی جماعت سے پورا پورا تعاون کیا جائے تاکہ ایک اعلیٰ اسلامی سماج کا قیام ممکن ہو سکے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان"(2)

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور (لیکن) گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ان ارشادات الٰہی سے واضح ہے کہ اسلامی معاشرہ قائم کرنا مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے، ظاہر ہے کہ اس کا نظم ونسق تو چند معدودہ افراد ہی چلائیں گے۔ لیکن سب مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں دوسرے مسلمان بھائیوں سے تعاون کریں۔ وہ بدی سے خود بھی بچیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جس سماج میں باہمی خیر کے قیام، شر اور فساد کو مٹانے کی کوشش نہیں کی جاتی تو وہ معاشرہ بالکل تباہ ہو جاتا ہے۔اسلام سے پہلے جو سماج تباہ ہوئے ان میں سب سے بڑی وجہ ان کی سب سے بڑی خرابی یہی ہوتی ہے۔ جس وقت آپ ﷺ نے اسلامی معاشرہ قائم کیا تھا اس وقت ساری دنیا میں غلاموں کا وجود تھا تو اسلام نے ہمیشہ کے لئے غلامی کا خاتمہ کیا اور جب اس دنیا میں آپ ﷺ نے حقیقی سماج یا معاشرہ قائم کر دیا

اسلامی سماج میں غیر مسلم بھی ہو سکتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں جو اسلامی معاشرہ قائم کیا اس میں کافی غیر مسلم تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے معاہدہ کر کے انہیں اسلامی معاشرہ کا ایک حصہ بنادیا یہ معاہدہ میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہوا۔ان غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیے گئے۔اس کے علاوہ مسلمانوں کو بار بار تلقین کی گئی کہ ان کے ساتھ اچھائی سے پیش آؤ اور فیصلہ کرتے وقت یہ خیال نہ کرو کہ تم مسلمان ہو اور وہ غیر مسلم۔ بلکہ سب کے ساتھ برابری اور عدل وانصاف کا سلوک کرو۔ کیونکہ ہر قسم کا برا سلوک اور ظالمانہ برتاؤ جو ایک انسان دوسرے انسان سے یا ایک قوم دوسری قوم سے کرتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کے حق میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا جاتا۔اس لئے اللہ نے اس پر زور دیا کہ کسی انسان کا اگر دوسرے مذہب سے تعلق کیوں نہ ہوں انسان ہونے کے ناطے سے اس سے ناانصافی نہ کرو ہمیشہ ہر کسی کے ساتھ انصاف سے کام لو اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونو عبادالله اخوانا"(3)

تم لوگ ایک دوسرے کینہ نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور اے اللہ کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

اس حدیث شریف میں انسانی برادری کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس پر صدق دل سے عمل کرتے ہوئے اس کے مطابق اسلامی سماج تشکیل دیا جائے تو دنیا سے شر اور فساد کا خاتمہ ہو جائے۔رسول اللہ ﷺ نے تو کئی بار مسلمانوں کی توجہ اس حقیقت کی طرف دلائی کہ جب تک وہ انسانیت سے محبت نہیں کرینگے تو وہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل نہیں دے سکتے اور نہ ہی اس وقت تک وہ کامل ایمان سمجھے جائینگے۔

اسلامی سماج کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عورت کی اہمیت اور کردار سے انکار ممکن ہے اس لئے بہتر محسوس یہ ہوتا ہے کہ اسلامی سماجی

نظام میں عورت کی کیا حیثیت ہے اور اسلامی نظام میں ایک منصفانہ معاشرے کے قیام اور قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے عورت کا جو کردار ہے اس کی کیا اہمیت ہے، اسے واضح کیا جائے۔

منصفانہ سماج میں عورت کی اہمیت اور کردار

کسی سماج میں عورتوں کی جو حیثیت ہوتی ہے وہ حقیقتاً پوری قوم کی اخلاقی حالت کا آئینہ ہوتی ہے۔عورت کے لئے معاشی و معاشرتی جدوجہد میں حصہ لینے کا صرف ایک ہی راستہ نہیں کہ وہ بھی ملوں اور کارخانوں میں جا کر بھرتی ہو جائے اور کھیتوں میں جا کر ٹریکٹر چلائے، بلکہ اس کا اپنے گھر کے اندر رہ کر گھر کو سگھڑ پن کے ساتھ چلانا بھی معاشی و سماجی خوشحالی کے لئے اتنا ضروری ہے جتنا ایک وزیر اعظم کا فرض شناس اور دیانت و قابلیت کے ساتھ وزیر مال کے فرائض انجام دینا۔ جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ معروف میں اولی الامر کی پورے خلوص و قلب کے ساتھ اطاعت کریں، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ معروف کی حد تک اولی الامر کے احکام کی اطاعت کریں ان احکام سے انحراف صرف اسی شکل میں جائز ہے جب ان کا حکم شریعت کے خلاف ہو۔ مشہور محقق ڈاکٹر عابدہ علی لکھتی ہیں:

"وہ سارے شعبے جو خاص عورتوں سے متعلق ہوتے ہیں، مثلاً زنانہ کالج اور سکول، زنانہ ہسپتال، زنانہ پولیس، زنانہ فوجی تربیت کے مراکز وغیرہ سب کے سب عورتوں کی نگرانی اور ان کے انتظام میں ہونے چاہیئے۔ اسلامی نصب العین کے مطابق ان چیزوں کو چلانے کے لئے انہیں خود مختاری حاصل ہونی چاہیئے۔ اور جو عورتیں اپنی ذہانت و قابلیت کی بناء پر کسی مخصوص علم و فن میں مہارت اور کسی شعبہ زندگی کے معاملات میں بصیرت بہم پہنچائیں تو ان کو کام کرنے کا بھی پورا پورا موقعہ دیا جائے اور ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے میں بھی کوئی چیز مانع نہ ہو۔"(4)

مذکورہ بالا اقتباس میں اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ملک کے طول و عرض میں وہ شعبے جن کا براہ راست تعلق عورتوں کی فیلڈ سے ہے اس میں ضروری ہے کہ عورتوں کو ہی تعینات کیا جائے کیونکہ وہ مردوں کی بنسبت زیادہ بہتر طریقے سے ایسے شعبہ جات کو چلانے کا ہنر رکھتی ہیں۔ جیسا کہ دستکاری ایک وسیع شعبہ ہے۔ اس میں عورت ایک مرد سے زیادہ معاشرے کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا دستکاری سے واقف تھیں اور اسکے ذریعے اپنے بچوں یہاں تک کہ خاوند کے اخراجات کا بندوبست کرتی تھیں۔ ایک دن وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ "میں دستکاری سے خوب واقف ہوں اور چیزیں بنا کر فروخت کرتی ہوں۔ میرے بیٹے اور خاوند کے پاس کوئی کام کاج نہیں ہے۔ میں یہاں ان پر خرچ کرتی ہوں اور ان پر خرچ کرنے کی وجہ سے میں غرباء پر صدقہ نہیں کر سکتی تو کیا بیٹے اور خاوند پر خرچ کرنے سے مجھے اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ تم ان پر جو بھی خرچ کرو گی، تمھیں اسکا اجر ضرور ملے گا۔"(5)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں ایک صحابیہ دستکاری کے فن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے گھر کی اخراجات اور ذمہ داری کو بحسن خوبی سرانجام دے رہی ہے۔ اسی طرح زراعت کے شعبے میں بھی خواتین نے خوب کمالات دکھائے ہیں۔ زراعت کے شعبے میں دیکھا گیا ہے کہ خواتین

مردوں کی بنسبت زیادہ محنت اور جانفشانی سے کام کرنے کی عادی ہیں۔ دور رسالت میں خواتین کی زراعت کے حوالے سے شمولیت کو کس قدر سراہا گیا ہے۔

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انکی خالہ کو طلاق ہوگئی تو انہوں نے چاہا کہ وہ اپنی کھجوروں کی خبر لیں تو ایک شخص نے انہیں ڈانٹا (کہ وہ دوران عدت گھر سے نکل رہی ہیں) وہ آپ ﷺ کے پاس تشریف لے آئیں اور قصہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں؟ تم جاؤ اپنی کھجوروں کی دیکھ بھال کرو۔ عین ممکن ہے کہ تم اس کی کمائی سے صدقہ خیرات یا کوئی اور نیکی کا کام کرو۔[6]

عہد رسالت میں صحابیات شعب ہزراعت سے بھی وابستہ تھیں اور انکے اپنے اپنے باغات ہوتے تھے جس کی وہ دیکھ بھال بھی کرتی تھیں۔ دیکھ بھال میں جو کام اپنے کرنے کے ہیں، وہ خود بھی بجالائے جاسکتے ہیں اور جو کام صنف نازک کے بس سے باہر ہوں، ان میں ملازم بھی رکھا جاسکتا ہے جیسے فصل کو پانی لگانا، درختوں سے پھل اتارنا اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منڈی وغیرہ کی طرف لے کر جانا وغیرہ۔

اسی طرح طب کے شعبے میں خاص حالات کے اندر خواتین کی اشد ضرورت ہے جو معاشرے کے لئے کئی مفاسد سے مامون ہو سکتی ہے۔ عہد رسالت میں بھی بہت سی صحابیات طب کے پیشے سے بھی وابستہ تھیں۔ صحابیات جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تشریف لے جاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا فریضہ سرانجام دیا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک بنو اسلم کی حضرت رفیدہ انصاریہ رضی اللہ عنہا معروف ہیں۔ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"وكان رسول الله ﷺ حين أصاب سعدا السهم بالخندق، قال لقومه:"اجعلوه في خيمة رفيدة حتى أعوده من قريب، وكان رسول الله ﷺ يمر به فيقول: "كيف أمسيت وكيف أصبحت؟ " فيخبره"[7]

غزوہ خندق میں جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ تیر سے زخمی ہوگئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں رفیدہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں منتقل کردیا جائے تاکہ میں قریب سے انکی عیادت کرسکوں۔ نبی کریم ﷺ انکے خیمے کے پاس سے گزرتے تو سعد رضی اللہ عنہ کا حال دریافت فرماتے کہ صبح طبیعت کیسی تھی اور شام کیسی گزری تو سعد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو اپنا حال بتاتے۔

بلاشبہ جنگوں میں خواتین کا کردار بے حد مثالی رہا ہے۔ جنگ جیسے مشکل مرحلے میں خواتین اسلام کا ماضی بے حد شاندار ہے۔ اس پر واقعات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ مقالہ ہذا میں ممکن نہیں۔ امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"اگر کوئی ناگہانی صورت پیش آجائے تو عورتیں بھی ملک وملت کی مدافعت اور جہاد کے اجر وثواب میں شریک ہوں، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے تاکہ عورتیں فی الحقیقت اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کے قابل ہو جائیں نہ اس لیے کہ انہیں بناسجا کر مہمانوں کے سامنے تحفتاً پیش کیا جائے اگر مقصود صرف ان قومی ضروریات کو پورا کرنا ہے جو عورتوں سے متعلق ہیں تو اسلام میں اس کی پوری گنجائش موجود ہے، لیکن اگر مقصود کچھ اور ہے تو پھر کوئی اور راہ دیکھئے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔"(8)

اسی طرح معاشرے کے فرد کی اصلاح کے لئے تعلیم و تعلم کے میدان میں خواتین کی اشد ضرورت ہے۔رسول اللہ ﷺ کی کثرت ازواج میں اصحاب کی دلجوئی،عداوتوں کے خاتمے سمیت ایک حکمت یہ بھی تھی کہ ازواجِ مطہرات کو دینِ اسلام کی تعلیم دے کرانہیں دین سکھانے پر مامور کردیا جائے تاکہ خواتین کے وہ مسائل جن کے بیان کرنے میں ایک مرد کے لئے شرم وحیاء مانع ہوتی ہے، کا بہترین بندوبست ہو جائے۔یہی وجہ ہے کہ ازواجِ مطہرات نے شوق ورغبت سے دین سیکھا اور پھر اسے امت تک بخوبی پہنچایا۔ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً ایک ہزار روایات مروی ہیں جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں اور ستر کے قریب صحابیات ایسی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے روایات نقل کی ہیں اور بڑے ائمہ ان کے شاگرد ہیں۔امام ابن تیمیہ رحہ،ورامام ابن قیم جوزیہ رحہ ایک مشہور عالم فخر النساء کے تلامذہ میں سے ہیں۔علامہ ابن عساکر رحہ نے ۸۱ اور امام مسلم رحہ نے ۷۱ عورتوں سے میراثِ نبوی کو حاصل کیا ہے۔تاریخ سے واقف شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ دین ودنیا کے ہر میدان میں عورتوں نے جوہر کمال دکھائے ہیں خیر القرون کے معرکوں میں عورتیں اونٹوں، گھوڑوں پر سوار خود لڑتی تھیں۔بعض رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر فوجوں کے دل بڑھاتیں،اور سرد لڑائی کو گرما گرم کردیتی تھیں۔یہی تیمارداری کا کام اور نرسنگ کا کام کرتیں اور فوجیوں کی مختلف خدمات انجام دیتی تھیں۔اسلام نے بھی عورتوں کو سماجی خدمات کرنے اور اس کی فلاح وبہبود کے کاموں میں حصہ لینے سے منع نہیں کیا۔وہ ان کاموں میں حصہ لے سکتی ہیں اور حصہ لیتی بھی رہی ہیں ۔مسجد نبوی میں منبر نہیں تھا ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرا ایک غلام ہے جو بڑھئی ہے، اگر اجازت ہو تو کوئی اونچی چیز بنوادوں، جس پر آپ بیٹھ کر خطبہ دے سکیں؟آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، منبر بنوادوں۔[9]

مذکورہ بالا روایت میں ایک عورت کا مشورہ کس قدر مفید معلوم ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ تجویز بے حد پسند آئی اور فوراً اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔اس واقعے سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ عورت کا مشورہ اور رائے کی بھی اسلامی معاشرے میں ایک خاص اہمیت ہے۔

مکہ میں پانی کی سخت تکلیف تھی۔ایک مشک پانی ایک دینار میں فروخت ہوتا تھا۔زبیدہ بنت جعفر نے دس میل لمبی نہر کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ مکہ والوں کو آسانی سے پانی مل سکے۔اس کے لئے پہاڑوں کو توڑنا اور چٹانوں کو کوٹنا پڑرہا تھا۔اس کام کے نگران نے زبیدہ سے کہا کہ اس پر بہت خرچ آرہا ہے۔اس نے جواب دیا اسے ضرور انجام دینا ہے چاہے ہتھوڑی کی ایک مار پر ایک دینار ہی کیوں نہ خرچ آئے اس طرح یہ زبردست کام انجام پایا۔[10]

آج بھی یہ نہر "نہر زبیدہ" کے نام سے مشہور ہے اگرچہ اب یہ بند ہے مگر اس کی افادیت کئی سو سالوں پر محیط تھی۔حجاج کرام نے اس نہر سے سلطنت عثمانیہ کے دور تک خوب فوائد حاصل کئے۔

الغرض ہر شعبہ میں خواتین کی اہمیت اور کردار کو تسلیم کیا گیا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مغرب کی اندھی تقلید میں عورت کی نام نہاد آزادی کے ڈھکوسلے سے کئی درجے بہتر ہے کہ مسلمان خواتین کو ان کے شعبہ جات میں اہمیت دی جائے تاکہ وہ خود کو معاشرے کا ایک

مضبوط ستون سمجھتے ہوئے اسکی فلاح و بہبود میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

خلاصہ بحث

سماج کی صحت مندی اور سلامت روی کے لئے ضروری ہے کہ عورت اپنے عملی دائرہ کار کو نظر انداز نہ کرے۔ شعبہ خدمت خلق، سوشل ورک اور نئی نسل کی تعلیم اور اخلاقی تربیت اتنے وسیع دائرے ہیں کہ اگر خواتین ان سے بخوبی عہدہ براں ہوں تو ہمارا سماج ایسا مثالی سماج ہو گا کہ دوسری قومیں اور ملک رشک کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ سلام عورت کو ایک صالح سوسائٹی کا سنگ بنیاد قرار دیتا ہے۔ اس کو معاشرتی، تمدنی، تعلیمی اور معاشی حقوق حاصل ہیں اور ان سے متعلق آزادئ عمل بھی عورت کو میسر ہے لیکن شرط صرف اتنی ہے کہ اس کا عمل شریعت کے حدود کے اندر ہو، باہر نہیں۔ اسلام کے نزدیک عورت ایک شمع ہے جو بد تہذیبی کے اندھیرے کو اجالے میں تبدیل کر سکتی ہے۔ اس لئے عورت کو چاہیے کہ اپنا مطالعہ وسیع کرے، ذہنی طور پر ترقی کرے، مسائل حاضرہ سے واقفیت رکھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ عورت کو وہ علوم سیکھنے چاہئے جو اسے قوم اور نسل کے لئے مفید بنائیں، اسے شجاع ہونا چاہئے۔ قومی درد رکھنے والی ہو، اعلیٰ اخلاق و کردار کی مالک ہو۔ قربانی کرنے والی ہو، خدا کی رضا کی راہ پر چلنے والی ہو، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علوم کے نادر نکات بیان کرے، وہ فاطمۃ الزھرۃ رضی اللہ عنہا کے دین کو دنیا پر مقدم کرے، وہ خنساء رضی اللہ عنہا کی طرح بنے، جو میدان جنگ میں بچوں کو شجاعت کا سبق دے۔ الغرض وہ مسلمان عورت بنے اور وہ اپنے اسلاف کی جانشین بنے۔

References

1. Surat al Imran: 104.
2. Surat al Maidah: 2.
3. Al Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahi al Bukhari, hadith: 1004, Maktaba Rehmaniya, Lahore, 1999.
4. Abida, Ali, Dr., Ourat Quran wa Sunat or Tareekh ke Ainee main, p. 312, Lahore.
5. Ahmed bin Humbal, Masnad Ahmed, hadith: 16086, Beirut, 1999.
6. Muslim bin Hijjaj, Sahi Muslim, hadith: 1483.
7. Ibn Hijar al Asqalani, al Saba fi tameez al Sahaba, hadith: 1177, Darul kutub ilmiya, Beirut, Taba: 1, 1415 AH, p. 136/8.
8. Ameen Ahsan Islahi, Pakistani Ourat Dorahee per, p. 147-148, Lahore, 2004.
9. Al Bukhari, Muhammad bin Ismail, Kitab al Masajid, p. 99/2, Maktaba Rehmaniya, Lahore, 1999.
10. Ibn Khalqan, Ahmed bin Muhammad, Wafiyat al Aeyan, p. 70/2, Beirut.